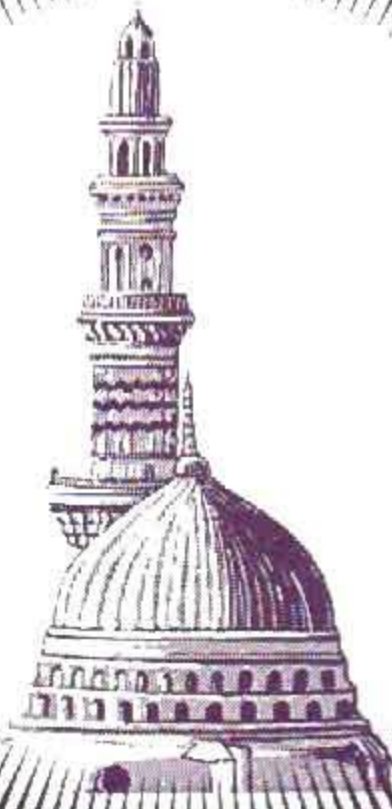


طالعہ حدیث گریس

دعوت دین

www.KitaboSunnat.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (11) دعوت دین

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز

دعوت اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد

فون: 9261751-54

فیکس: 261648, 250821

ای میل: dawah@isb.compol.com

مطالعہ حدیث	نام کورس
11	یونٹ نمبر
مولانا حبیب الرحمان	مؤلف
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی	ناشر
یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان	
ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد	مطبع
2000ء - 1421ھ	سن اشاعت

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
	پیش لفظ
۷	تعارف
۸	آیات قرآنی
۹	احادیث نبوی
۹	دعوت دین کی اہمیت
۱۱	برائی کو مٹانے کے مختلف درجے
۱۲	برائی سے منع نہ کرنے کا انجام
۱۳	نبی ﷺ کی دعوت کیا تھی؟
۱۴	ہر شخص اصلاح کا ذمہ دار ہے
۱۵	نہی عن المعصیہ..... ایک فریضہ
۱۶	پڑوسی کو دین کی تعلیم دینا
۱۸	کسی ملامت کی پرواہ کیے بغیر دعوت کا کام
۱۹	اجتماعی تباہی
۱۹	بدترین جانشین
۲۰	اچھائی کو فروغ دینے کا غیر معمولی اہتمام
۲۱	بہترین جماد
۲۲	قول و فعل کے تضاد کا عبرت ناک انجام
۲۳	کرنے کا کام
۲۴	دین نام ہی خیر خواہی کا ہے

۲۳	دعوت کی کامیابی..... آزمائشوں کی راہ سے
۲۶	حکمت تبلیغ و اصلاح
۲۶	۱۔ دین کو آسان انداز میں پیش کیا جائے
۲۶	ب۔ وعظ و نصیحت کا حکیمانہ طریقہ
۲۷	ج۔ بات کو خوب واضح کرنا چاہیے
۲۷	د۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے
۲۸	ر۔ تجدید و احیاء دین کی سعی
۲۹	س۔ غفو و درگزر داعی کا ہتھیار ہے
۳۰	خلاصہ
	دعوت دین کے لیے حکمت
۳۲	فہرست مراجع

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریحی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی، غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث اس کی جمع و تدوین اس کی ثقافت اور تاریخی و تشریحی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me اور Goldzeha نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تریبیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرا دی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و تو صمیمی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح، حسن، ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر ہے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کمائیاں اور قصے شامل ہیں۔ ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس منہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجے میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلیٰ تحقیق و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل، تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخ تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلانے ہیں اور علوم حدیث یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمن ریسرچ فیلو، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زہری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الہی میں مقبول ہوگی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے، تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد

ڈائریکٹر جنرل

دعوۃ اکیڈمی

تعارف

یہ مطالعہ حدیثِ خط و کتابت کو رس کا گیارہواں یونٹ ہے، اس کا موضوع ”دعوت دین“ ہے۔ اس میں دعوت دین کا مفہوم، وسعت و جامعیت، وجوب و اہمیت، حدود و آداب، شرائط، ماننے والوں سے اس کے مطالبات، اس کی راہ میں کامیابی اور ناکامی کا مفہوم اور دعوت و تبلیغ کا حکیمانہ طریقہ جیسے اہم موضوعات پر احادیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں سے جو کام لینا چاہتا ہے اور ان پر جو عظیم ذمہ داری ڈالتا ہے اس کے لیے قرآن و حدیث میں بہت سی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جیسے دعوت الی اللہ انذار و تبشیر، شہادت علی الناس، اقامت دین، اعلائے کلمۃ اللہ، تواصی بالحق، تعاون علی البر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ، گو کہ ان اصطلاحات کے درمیان معمولی فرق و اختلاف ہے، کسی میں اس کام کا کوئی ایک خاص پہلو نمایاں ہے اور کسی میں دوسرا پہلو زیادہ واضح ہے اور کسی کا مفہوم محدود ہے اور کسی کا وسیع ہے لیکن درحقیقت یہ ایک ہی مقصد اور کار عظیم کی مختلف تعبیریں ہیں جس کے لیے قرآن و حدیث میں موقع محل کی مناسبت سے مختلف تعبیریں اختیار کی گئی ہیں۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ دعوت الی اللہ کار انبیاء ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی بے شمار آیات اور احادیث نبوی کے مفہوم کو بھی آپ بخوبی سمجھ سکیں گے اور اپنے آپ کو اس کام کے لیے تیار کر سکیں گے جو امت کے ہر فرد کا حسب استطاعت فریضہ ہے۔ آج اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کے نتیجہ میں امت کے اندر جو گمراہی اور فساد پیدا ہو گیا ہے اس کو دور کرنے میں بھی آپ اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آیات قرآنی

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۗ

(المائدہ ۵: ۶۷)

اے پیغمبرؐ ”جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔“

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرُّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ

(البقرہ ۲: ۱۴۳)

”اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک ”امت وسط“ بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔“

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ (النحل ۱۶: ۱۲۵)

اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (حَم السجدة ۳۱: ۳۳-۳۵)

”اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتے تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے بڑے صاحب نصیب ہیں۔“

احادیث نبوی

دعوت دین کی اہمیت :

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ : ان اول ما دخل النقص علی بنی اسرائیل انه كان الرجل یلقى الرجل فیقول: یا هذا اتق الله و دع ما تصنع فانه لا یحل لك ثم یلقاه من الغد وهو علی حاله فلا یمنعه ذلك ان یكون اکیله و شریبه و قعیده فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض ثم قال ” لعن اللذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود و عیسیٰ ابن مریم ذالک بما عصوا و کانو یعتدون کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون ترى کثیرا منهم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم“ الی قوله فاسقون ثم قال: کلا والله لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنکر و لتاخذن علی ید الظالم و لتاظرنه علی الحق اطرا و لتقصرنه علی الحق قصرا اولیضربن الله بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم كما لعنهم“ رواه ابوداؤد و الترمذی و قال حدیث حسن، هذا لفظ ابی داؤد. (ابوداؤد، ترمذی: کتاب الفتن)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پہلی خرابی یہ شروع ہوئی کہ جب کوئی آدمی دوسرے آدمی سے ملتا تو کتا اسے شخص اللہ سے ڈرا اور جو کام تو کر رہا ہے وہ چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر اگلے دن اس سے ملتا اور وہ اپنے سابق حال پر ہی ہوتا تو یہ (یعنی گناہ پر اس کا اصرار) اس (نفسیت کرنے والے) شخص کو اس کا ہم پیالہ وہم نوالہ اور شریک مجلس ہونے سے نہ روکتا۔ پس جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے (سورۃ المائدہ کی آیات ۷۸ تا ۸۱ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ یہ ہے) ”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا بر اطرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔ آج تم ان میں بھڑت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لیے کی ہے اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے۔ مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا ہر گز نہیں (جیسا کہ تم نے خیال کیا) خدا کی قسم تم ضرور نیکی کا حکم

کر اور برائی سے روکو اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور ان کو زبردستی حق پر روکو اور ان کو حق پر مجبور کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگا دیں گے اور تم پر لعنت کریں گے جیسا کہ ان پر کی۔ یہ الفاظ ابو داؤد میں نقل ہوئے ہیں۔

مفہوم :

- ۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قوموں کے بگاڑ اور انحطاط کا ایک بڑا سبب امت کے صلحاء کا دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم ترین فریضہ کو ترک کرنا ہے۔
- ۲۔ بگاڑ کی بدترین شکل یہ ہے کہ لوگ برائی سے نفرت نہ کریں اور ان میں اس قدر غیرت ایمانی بھی نہ رہے کہ انہیں اللہ کی حدود کو پامال کرنے والوں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بننے میں بھی کوئی باک نہ ہو اور دل سے بھی ان لوگوں کو برائے سمجھیں۔
- ۳۔ جب تک امت مسلمہ میں ایک دوسرے کی اصلاح کا جذبہ موجود ہو گا اس کی اصلاح کی راہیں کھلی رہیں گی اور بڑی سے بڑی غلطی کے بعد بھی یہ امت سنبھل جائے گی لیکن اگر یہ جذبہ ختم ہو جائے گا تو اصلاح حال کی تمام راہیں بند ہو جائیں گی اور ظاہر ہے کہ یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔
- ۴۔ اسلام معاشرے میں ایسی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اس کے اندر خیر کو نشوونما ملتی رہے اور شر کو پھیلنے کے مواقع حاصل نہ ہوں، اگر آدمی نیکی کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرے تو ہر قدم پر اسے محسوس ہو کہ پورا معاشرہ اس کی پشت پر ہے اور اس کے ساتھ چل رہا ہے اس کے برعکس جب وہ بدی کے راستے پر چلنا چاہے تو ماحول میں اجنبی بن جائے اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہے۔

عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: یا ایہا الناس انکم تقرؤن هذه الایة ”یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم“ وانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان الناس اذا راوا الظالم فلم یأخذوا علی یدیہ او شک ان یمہم اللہ بعقاب منہ“ . (ابوداؤد : کتاب الملاحم)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بے شک تم اس آیت کو پڑھتے ہو ”یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم“ اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو تم کو نقصان نہ پہنچائے گا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پا چکے ہو“ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں لیکن پھر اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان پر اپنا عام عذاب بھیج دے۔

مفہوم :

- ۱۔ آیت کے الفاظ سے بظاہر شبہ ہوتا تھا کہ دعوت دین اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صرف یہ کہ

واجب نہیں بلکہ اس کی ضرورت ہی نہیں اور نجات کے لیے اپنے نفس کی اصلاح و تربیت کافی ہے تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت کا مفہوم یہ نہیں ہے۔

۲۔ در حقیقت اس آیت میں ان اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے جو کفر و شرک کے ماحول میں حق پر ثابت قدم تھے اور مسلسل دعوت دین کا کام انجام دے رہے تھے اور جنہیں مستقل یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ ان کی جدوجہد کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل رہا، انہیں یہ حوصلہ دیا جا رہا ہے کہ اگر تم سیدھی راہ پر ثابت قدم رہو اور اپنا فریضہ انجام دیتے رہو تو راہ راست سے بھٹکنے والے تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

برائی کو مٹانے کے مختلف درجے :

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: من رأى منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فليسانه فان لم يستطع فليقلبه و ذلك أضعف الإيمان. (صحیح مسلم: کتاب الایمان)
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جائے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

مفہوم :

- ۱۔ شریعت کے خلاف ہر عمل کو مٹانا اور روکنا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔
- ۲۔ اس روکنے اور مٹانے کے تین درجے ہیں
الف۔ ہاتھ کے ذریعہ سے یعنی طاقت سے روکنا اور مٹانا۔
ب۔ زبان سے منع کرنا۔
ج۔ دل میں برا جاننا۔
- ۳۔ اصولی طور پر چونکہ حکومت کے پاس طاقت ہوتی ہے اس لیے اس کا فرض ہے کہ وہ ہر خلاف شرع عمل کو طاقت سے روکے اور اس کی جگہ نیکی کو قائم کرے۔ عام افراد کا اپنے اپنے دائرہ کار میں عملاً (ضروری نہیں طاقت کے ذریعہ سے ہو) برائی کو روکنا اسی زمرے میں آتا ہے۔
- ۴۔ لوگوں کو منکرات سے زبانی منع کرنا، نیکی کی ترغیب دینا، بذریعہ تحریر نیک خیالات پھیلانا اور فاسد نظریات کا توڑ کرنا دوسرے درجے میں آتا ہے۔
- ۵۔ جو لوگ ان دونوں ذرائع کی ہمت و طاقت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ برائی کو برائی تو سمجھیں اور اس کو

تبدیل کرنے کے لیے دعائی کر لیا کریں۔

برائی سے منع نہ کرنے کا انجام :

عن عدی بن عمیر رضی اللہ عنہما یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان اللہ لا یعذب العامة بعمل الخاصة حتی یروا المنکر بین ظہرا نیہم وهم قادرون علی أن ینکروہ فلا ینکروہ فاذا فعلوا ذالک عذب اللہ الخاصة والعامة.

(مسند احمد، مرویات عدی بن عمیر)

عدی بن عمیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل (بد) کی وجہ سے اس وقت تک عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا جب تک کہ وہ مٹانے کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے (معاشرہ) میں برائی ہوتے دیکھ کر اسے نہ مٹائیں۔ جب لوگ ایسا رویہ اختیار کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مفہوم :

۱۔ قوموں کے عروج کا زمانہ وہ ہوتا ہے جس میں وہ اپنی اجتماعی زندگی سے برائیوں اور خرابیوں کو دور کر دیتی ہیں اور نیکی کے فروغ کے لیے ہر ہر سرگرم رہتی ہیں، لیکن جب اس کام میں جمود طاری ہو جاتا ہے تو خدائی قانون یہ ہے کہ وہ قوم اپنی زندگی کھو دیتی ہے، زوال کی طرف بڑھنے لگتی ہے اور بحیثیت قوم دھیرے دھیرے تباہ ہو جاتی ہے۔

۲۔ جب قوموں پر خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو بروں کے ساتھ ان نیکو کاروں کو بھی نہیں کر رکھ دیتا ہے جو اصلاح کا کام نہیں کرتے، ہاں اصلاح کرنے والے عذاب عام سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ متى یترک الأمر بالمعروف و النہی عن المنکر قال اذا ظہر مافیکم ما ظہر فی الأمم قبلکم قلنا یا رسول اللہ وما ظہر فی الأمم قبلنا قال: الملك فی صغارکم والفاحشة فی کبارکم والعلم فی ذالکم (سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں بھی وہی (خرابیاں) ظاہر ہونے لگیں جو سابقہ قوموں میں تھیں، ہم نے عرض کیا کہ سابقہ قوموں میں کیا ظاہر ہوئی تھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں پست ذہنیت کے لوگ حکمران بن جائیں گے، بڑوں میں بے حیائی پھیل جائے گی اور گھٹیا قسم کے لوگوں کے

پاس علم رہ جائے گا۔

مفہوم:

- ۱۔ یعنی جب معاشرے کی بڑی بڑی قدریں ہی بدل جائیں گی تو لوگ اس اہم فریضہ کو بھی ترک کر دیں گے۔
- ۲۔ اس حدیث میں امت کے انحطاط اور اس کے اسباب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے اور ان خرابیوں سے اپنے معاشرے کو بچانے کی کوشش کرنا چاہیے۔

نبی ﷺ کی دعوت کیا تھی؟

عن عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ قال دخلت علی النبی ﷺ بمکة یعنی فی اول النبوة فقلت ما أنت؟ قال نبی فقلت: وما نبی؟ قال: أرسلنی اللہ تعالیٰ فقلت: بأی شی أرسلک قال أرسلنی بصلۃ الأرحام وکسر الاوٹان و أن یؤحد اللہ لا یشرک به شیء. (صحیح مسلم: کتاب الایمان)

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ابتدائی زمانہ میں آپ کے پاس مکہ میں گیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں نبی ہوں، میں نے پوچھا کہ: نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا پیغام دے کر اس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دوں، ہمت پرستی ختم کر دوں اور یہ کہ اللہ کی توحید اختیار کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

مفہوم:

- ۱۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی دعوت کی بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں۔
- ۲۔ بندے اور رب کے درمیان صحیح تعلق کی بنیاد توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اقتدار میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اسی کی عبادت اور اطاعت کی جائے۔
- ۳۔ انسانوں کے درمیان صحیح تعلق کی بنیاد باہمی اخوت و محبت اور حقیقی بھائی چارے کی فضا ہے اور بالخصوص عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک معاشرتی تعلقات کی بنیاد ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: أوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل علیہ السلام أن ألقب مدینة کذا وکذا باهلها فقال یارب أن فیهم عبدک فلانا لم یعصک طرفة عین قال

فقال قلبها عليهم فان وجهه لم يتمر في ساعة قط. (البیهقی: شعب الایمان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل نے حضرت جبریل کو وحی کی کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دو! اس پر حضرت جبریل نے کہا پروردگار! اس میں تیرا فلاں بندہ ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے تیری نافرمانی نہیں کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اس شہر کو اس شخص اور باقی لوگوں سمیت الٹ دو کیونکہ (شہر میں نافرمانی ہوتی رہی لیکن) میری خاطر ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے کا رنگ متغیر نہیں ہوا۔

مفہوم:

۱۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب یا تو کسی قوم کے ان لوگوں پر آتا ہے جو منکرات میں مبتلا ہوں یا ان لوگوں پر جہاں قوم کی اکثریت بد کردار ہو جائے اور منکرات کو منانے کی طاقت رکھنے والے بھی ان کو منانے کی کوشش نہ کر رہے ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں بروں کے ساتھ بھلے بھی آجاتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ دنیا کو راہ ہدایت دکھانے والے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے ثم ننجی رسلنا والذین آمنوا کذلک (یونس ۱۰: ۱۰۳) (پھر ہم عذاب سے چھالیٹے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے)

ہر شخص اصلاح کا ذمہ دار ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ: الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ؛ فالا مام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیتہ؛ والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیتہ؛ والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده وہی مسئولة عنهم. (بخاری، مسلم: کتاب الصلوٰۃ)

عبداللہ ان عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ بچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔ پس امیر جو لوگوں کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ بچھ ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں (بیوی بیویوں) کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ بچھ ہوگی بیوی اپنے شوہر کے گھر اور شوہر کی اولاد کی نگرانی ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھ بچھ ہوگی۔“

مفہوم:

- ۱۔ نگران سے مراد وہ شخص ہے جو اصلاح اور تربیت کا ذمہ دار ہے۔
- ۲۔ ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر کی اصلاح و تربیت میں اپنا کردار ادا کرے اور انہیں بچوانے سے بچائے۔
- ۳۔ حکمرانوں سے بھی اصلاح میں غفلت رہتے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حساب کے دن باز پرس ہوگی۔ اسی طرح والدین سے اولاد کی اصلاح اساتذہ سے شاگردوں کی اصلاح، شوہر سے بیوی کی اصلاح اور کسی ادارے کے سربراہ اس ادارہ کی اصلاح میں کوتاہی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنا ہوگی۔

نبی عن المعجر..... ایک فریضہ:

عن النعمان بن بشیر قال: قال رسول الله ﷺ مثل المدھن فی حدود الله والواقع فیھا مثل قوم استھموا سفینة فصار بعضهم فی اسفلھا و صار بعضهم اعلاھا فکان الذی فی اسفلھا یمر بالماء علی الذین فی اعلاھا فتأذوا به فاحذ فاسا فجعّل ینقر اسفل السفینة فاتوه فقالوا مالک؟ قال تاذیتم بی ولا بدلی من الماء فان اخلو علی یدیه انجوه ونجوا انفسهم وان ترکوه اهلکوه و اهلکوا انفسهم (صحیح بخاری: کتاب الشهادات، کتاب الشریکة)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص جو اللہ کے احکام کو توڑتا ہے اور وہ جو اللہ کے احکام کو پامال ہوتے ہوئے دیکھتا ہے مگر ایسا کرنے والے کو ٹوکتا نہیں بلکہ اس کے ساتھ رداواری برتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں نے ایک کشتی لی اور قرعہ ڈالا اس کشتی میں مختلف درجے ہیں اوپر نیچے چند آدمی اوپر کے حصہ میں بیٹھے اور چند نیچے حصہ میں، تو جو لوگ نیچے حصہ میں بیٹھے تھے وہ پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے تاکہ سمندر سے پانی بھریں تو اوپر والوں کو اس سے تکلیف ہوتی آہر کار نیچے کے لوگوں نے کلمائی لی اور کشتی کے پینڈے کو پھاڑنے لگے، اوپر کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا تم یہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پانی کی ضرورت ہے اور سمندر سے پانی اوپر جا کر ہی بھرا جا سکتا ہے اور تم ہمارے آنے جانے سے تکلیف محسوس کرتے ہو تو اب کشتی کے تختوں کو توڑ کر دریا سے پانی حاصل کریں گے۔ نبی ﷺ نے یہ مثال بیان کر کے فرمایا: اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور سوراخ کرنے سے روک دیتے ہیں تو انہیں بھی ڈونے سے بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے۔ اور اگر وہ انہیں ان کی حرکت سے نہیں روکتے اور چشم پوشی اختیار کرتے ہیں تو انہیں بھی ڈونے میں گے اور خود بھی ڈونے میں گے۔

مفہوم :

- ۱۔ اس حدیث میں بڑے خوبصورت پیرائے اور تمثیل کے انداز میں نبی ﷺ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جب کسی قوم میں برائی کو مٹانے والے طاقت رکھنے کے باوجود اس فرض کو ترک کر دیتے ہیں تو نہ صرف وہ قوم تباہ ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ خود بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔
- ۲۔ یہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو صحیح معنی میں خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی کے اندر تڑپ نہیں ہے اور وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے بے چین نہیں ہے تو اس کا ایمان خطرے میں ہے کیونکہ غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ کوئی مومن ٹھنڈے پیڑوں اللہ کی حدود اور اس کے قوانین کا پامال ہونا برداشت نہ کرے۔
- ۳۔ رسول اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے قومی بگاڑ اور تباہی کے بنیادی اسباب میں یہی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس فریضہ کو ترک کر دیا تو خدا کی نظر عنایت ان سے پھر گئی اور وہ لعنت کے مستحق قرار پائے۔

پڑوسی کو دین کی تعلیم دینا :

خطب رسول اللہ ﷺ ذات یوم فائنی علی طوائف من المسلمین خیرا ثم قال: ما بال اقوام لا یفقیہون جیرانہم ولا یعلمونہم ولا یعظونہم وما بال اقوام لا یتعلمون من جیرانہم ولا یتفقہون ولا یعظون؟ واللہ لیعلمن قوم جیرانہم ویفقیہونہم ویامرونہم وینہونہم ولیتعلمن قوم من جیرانہم ویفقیہون ویتعظون او لاعاجلنہم العقوبۃ ثم نزل: فقال قوم من ترونہ عنی بہؤلاء؟ قالوا الا شرعین؟ ہم قوم فقہاء ولہم جیران جفاۃ من اهل المیاء والاعراب: فبلغ ذالک الاشرعین فاتوا رسول اللہ ﷺ قالوا: یا رسول اللہ ﷺ ذکرنا قوما بخیر و ذکرنا بشر فما بالنا؟ فقال لیعلمن قوم جیرانہم ولیعظنہم ولیامرونہم ولینہونہم ولیتعلمن قوم من جیرانہم ویتعظن ویتفقہن او لاعاجلنہم العقوبۃ فی الدنیا؟ فقالوا یا رسول اللہ ﷺ انفقن غیرنا؟ فاعاد قوله علیہم فاعادوا قولہم انفقن غیرنا؟ فقال ذاک ایضا؟ فقالوا امهلنا سنۃ فامهلہم سنۃ لیفقیہوہم ویعظوہم؟ ثم قرء رسول اللہ ﷺ

ہذہ الایۃ:

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل (المائدہ ۵) آیت ۸ (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: ”کیوں ایسا ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دینی سمجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں تعلیم نہیں دیتے اور دین نہ جاننے کے عبرتناک نتائج انہیں نہیں بتاتے اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور کیوں ایسا ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے

دین نہیں سیکھتے اور دینی سمجھ نہیں پیدا کرتے اور دین نہ جاننے کے عبرتاً کج نتائج نہیں معلوم کرتے؟ ”خدا کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً تعلیم دیں، ان کے اندر دینی سمجھ پیدا کریں، انہیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنا ہوگا، دین کی سمجھ پیدا کرنی ہوگی اور ان کے وعظ و نصیحت کو قبول کرنا ہوگا، ورنہ میں انہیں بہت جلد سزا دوں گا“ پھر آپ منبر سے اتر آئے اور تقریر ختم کر دی۔ سامعین میں سے کچھ لوگوں نے کہا۔ ”یہ کون لوگ تھے جن کے خلاف آپ ﷺ نے تقریر فرمائی۔“ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا روئے سخن قبیلہ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کی سمجھ رکھتے ہیں اور ان کے پڑوس میں چشموں پر رہنے والے دیہاتی اجڈ لوگ ہیں۔ جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی تقریر میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا تو ہم سے کیا قصور مرزد ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً تعلیم دیں انہیں وعظ و نصیحت کریں، اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں، اس طرح لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنا ہوگا وعظ و نصیحت کو قبول کرنا ہوگا اور اپنے اندر دینی سمجھ پیدا کرنی ہوگی ورنہ میں ان لوگوں کو بہت جلد دنیا میں سزا دوں گا۔ تو اشعرین نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوسروں میں سمجھ پیدا کریں (یعنی کیا تعلیم و تبلیغ بھی ہماری ذمہ داری ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ تو ان حضرات نے کہا: ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے پڑوسیوں میں دینی سمجھ پیدا کریں گے اور احکام بتائیں گے، اس کے بعد نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ.....“ الایہ ”بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر لاؤ اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔“

مفہوم:

- ۱۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے دعوت کا طریقہ اور دعوت دینے میں حکیمانہ اسلوب کی بھی نشاندہی فرمادی کہ اپنے بیوی بچوں کی تعلیم و تربیت کے بعد سب سے مقدم حق پڑوسی کا ہے۔
- ۲۔ ہر شخص اپنے ماحول سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اور ماحول کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے نبی ﷺ نے سب سے قریبی ماحول کو بدلنے کی تلقین فرمائی کیونکہ وہ برائی جو تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہے وہ کل تمہارے گھر میں بھی داخل ہو سکتی ہے۔
- ۳۔ اپنے پڑوس کی اصلاح درحقیقت اپنی اصلاح ہے اور اس میں اپنا فائدہ ہے۔
- ۴۔ وسیع تر مفہوم میں تمام اہل محلہ پڑوس کے حکم میں ہیں۔

کسی ملامت کی پروا کئے بغیر دعوت کا کام :

عن ابی الولید عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ قال بائعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعة: فی العسر و اليسر، والمنشط والمكره، وعلی اثرة علينا، وعلی ان لا ننازع الامر اهله الا ان تروا كفرا بواحا عندکم من اللہ تعالیٰ فیہ برهان، وعلی ان نقول بالحق ایما كنا لا نخاف فی اللہ لومة لائم.

(بخاری و مسلم: کتاب الامارة)

حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنگی اور آسانی کی حالت میں راحت اور تکلیف کی حالت میں (یعنی ہر حال میں) حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی خواہ اس کا اثر ہم پر ہی پڑتا ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کے بارے میں (مسلمان) اہل حکومت سے نہ لڑیں۔ مگر یہ کہ کھلا ہوا کفر دیکھیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس دلیل ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے۔ اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

مفہوم :

- ۱۔ مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے کے لیے اس حدیث میں نہایت ہی اہم ہدایت دی گئی ہیں، جن میں ایک اہم ہدایت یہ دی گئی کہ مسلمانوں کے مرکز کو متحد رکھنے کے لیے حکمرانوں کے خلاف اس وقت تک بغاوت نہ کی جائے جب تک وہ صریح کفر کا ارتکاب نہ کریں۔
- ۲۔ داعی کا اہم وصف یہ ہے کہ وہ کسی ملامت کی پروا کئے بغیر اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔

عن ام المؤمنین ام سلمة هند بنت ابی امیة حذیفة رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ : انه يستعمل علیکم امرآء فتمرفون وتنكرون فمن كره فقد برئ ومن انكر فقد سلم ولكن من رضی وتابع قالوا یا رسول اللہ الا نقاتلهم؟ قال لا ما اقاموا فیکم الصلوة، رواه مسلم. (مسلم: کتاب الامارة)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا عنقریب تم پر ایسے لوگ امیر بنائے جائیں گے کہ (جن کے) بعض (کاموں) کو تم پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند۔ پس جس نے ناپسند کیا وہ بری ہو اور جس نے انکار کیا وہ چڑ گیا۔ لیکن جو رضی ہو اور ان کا شریک ہو (اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے جہاد نہ کریں۔ فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔

مفہوم :

- ۱۔ بدی سے نفرت مومن کا سرمایہ ہے اور برائی کو برائی سمجھنا بھی ایمان کی نشانی ہے۔
- ۲۔ اس حدیث سے ”نظام صلوة“ کے قیام کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

اجتماعی تباہی :

عن ام المؤمنین ام الحکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ دخل علیہا فرعا یقول: لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شرقہ اقترب فتح الیوم من ردم یا جوج وما جوج مثل ہذہ وحلق باصبعیہ الالبہام والتی تلیہا فقلت: یا رسول اللہ انہلک وفینا الصالحون؟ قال نعم اذا کثر الخبیث.

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس (ایک روز) گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ فرمانے لگے لا الہ الا اللہ۔ بلاکت ہے عرب کے لیے اس برائی کی وجہ سے جو قریب آچکی۔ آج یا جوج ما جوج کی دیوار میں سے اتنا حصہ کھول دیا گیا اور اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا کر دکھایا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم بلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب برائی بہت بڑھ جائے گی۔

مفہوم :

- ۱۔ یہاں نبی ﷺ نے یہ سنت الہی بیان کی ہے کہ جب بروں کی تعداد اچھوں کی تعداد پر غالب آجاتی ہے اور زندگی کے ہر گوشے میں بدی پھیل جاتی ہے تو پھر خدا کا قانون یہ ہے کہ اس قوم کو تباہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔
- ۲۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ موجود ہے ﴿واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة﴾ (الانفال: ۸: ۲۵) ”اس فتنے سے ڈرو جو مخصوص طور پر تم میں سے صرف انہی لوگوں کو لاحق نہیں ہوگا جنہوں نے ظلم کیا ہے“ یعنی عام و خاص سب اس عذاب کی زد میں آئیں گے اور کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔

بدترین جاہلین :

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ قال: ما من نبی بعثہ اللہ فی امة قبلی الا کان لہ

من أمتہ حواریون اصحاب یاخذرن بسنة ویقتدون بامرہ ثم أنها تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمنون فمن جاہدہم بیدہ فهو مؤمن ومن جاہدہم بقلبہ فهو مؤمن ومن جاہدہم بلسانہ فهو مؤمن و لیس وراء ذالک من الايمان حبة خردل. (مسلم: فضائل الصحابة)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں نبی مبعوث فرمایا تو اس کی امت میں سے کچھ لوگ نبی کے مخلص ساتھی ہوتے تھے جو اس کے طریقہ کو اختیار کرتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے پھر اس کے بعد کچھ ایسے نابل لوگ پیدا ہوئے جو وہ بات کہتے تھے جس پر وہ خود عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرنے لگے جن کا حکم نہیں تھا، پس جو شخص ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے، جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جو اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

مفہوم:

- ۱۔ اپنے اسلاف کے برے جانشین دعوت حق کے لیے باعث رسوائی ہوتے ہیں اور ان کا وجود ملت اسلامیہ کے لیے کھلے دشمنوں سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔
- ۲۔ امت مسلمہ کا دور اول مثالی دور ہے، اس مبارک دور میں دعوت دین کا کام جس اعلیٰ بیانہ پر ہوا تو بیست اور اصلاح کا کام بھی اس بیانہ پر کیا گیا، مدت دراز تک اس کے اثرات رہے اور پھر بتدریج کم ہوتے گئے۔

اچھائی کو فروغ دینے کا غیر معمولی اہتمام:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ایاکم والجلوس فی الطرقات فقالوا یا رسول اللہ ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فیہا فقال رسول اللہ ﷺ فاذا أیتم الا المجلس فاعطوا الطريق حقه " قالوا وما حق الطريق یا رسول اللہ؟ قال غص البصر وكف الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنہی عن المنکر". (بخاری: باب المظالم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے لیے ان میں بیٹھنے بغیر چارہ نہیں ہم وہاں ضروری باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق دے دیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کا (راستہ سے) ہٹانا اور سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ رای خاتما من ذهب فی ید رجل فنزعه فطرحة وقال یعمد احدکم الی جمرۃ من نار فیجعلها فی یدہ فقیل للرجل بعد ما ذهب رسول اللہ ﷺ : خذ خاتمک انتفع بہ . قال : لا واللہ لا اخذہ ابدا وقد طرحہ رسول اللہ ﷺ .

(مسلم: کتاب اللباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اس کے ہاتھ سے نکالا اور پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا قصہ کر سکتا ہے کہ اسے ہاتھ میں رکھ لے۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اس آدمی کو کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لے اور اس سے (پسنے کے علاوہ اور کوئی) نفع حاصل کر لے۔ کہنے لگا خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں لوں گا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پھینک دیا ہے۔

مفہوم:

- 1- ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت حق میں انسانی نفسیات کا پورا پورا لحاظ کیا ہے اور لوگوں کی ضروریات کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔
- 2- آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی کیونکہ سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لیے حرام ہے۔

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: "والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر اولیو شکن اللہ ان یبعث علیکم عقابا منہ ثم تدعونہ فلا یتستجاب لکم".

(ترمذی: کتاب الفتن)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے پھر تم اسے پکارو گے لیکن تمہاری فریاد نہیں سنی جائے گی۔

بہترین جہاد:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر".

(ابوداؤد: کتاب الجہاد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد ظالم

بادشاہ کے سامنے عدل و انصاف کی بات کہنا ہے۔

مفہوم :

- ۱۔ جو شخص صاحب ایمان ہے اور دعوت و تبلیغ کی استطاعت بھی رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ خیر کی طرف دعوت دے اور برائی سے منع کرے، اگر استطاعت نہیں ہے مثلاً جسمانی طور پر معذور ہے یا دعوت کے نتیجہ میں خطرہ ہے تو ایسی صورت میں شرعاً معذور ہے لیکن یہ محض رخصت اور اجازت ہے۔
- ۲۔ عزیمت اور فضیلت کی راہ یہ ہے کہ آدمی اپنا سب کچھ کھودے مگر خدا کے دین کو قائم کرنے اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے باز نہ آئے۔
- ۳۔ اظہار حق کے لیے جتنا ہی خطرہ مول لے گا اتنا ہی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اسی لیے ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کو سب سے بڑا جہاد قرار دیا گیا ہے۔

قول و فعل کے تضاد کا عبرت ناک انجام :

قال الله تعالى: **أَتَا مُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ** (البقرة ۲: ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کیا تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ کتاب پڑھتے ہو، کیا تم سمجھتے نہیں۔“

وقال تعالى: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ** (الصف ۶۱: ۲)

نیز فرمایا: ”مسلمانو! ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک یہ بات کہ کہو جو کر کے نہ دکھاؤ۔“

وعن ابی زید اسامة بن زید بن حارثة رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: **يُوتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَدْلِقُ أَقْتَابَ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا الْحِمَارُ فِي الرَّحَا فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ مَالِكٌ؟ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ بَلَى كُنْتُ أَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيَهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيَهُ.** (بخاری و مسلم: بدء الخلق)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز قیامت ایک آدمی لایا جائے گا پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور انہیں لے کر

وہ ایسے گھومے گا جیسے چکی میں گدھا گھومتا ہے تو اس کے پاس دوزخی اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تجھے کیا ہو گیا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ میں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نیکی نہ کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔

مفہوم :

- ۱۔ قول و فعل اور زندگی میں تضاد کا عبرت ناک انجام اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔
- ۲۔ دعوت الی اللہ در حقیقت اللہ کے دین کو قائم کرنے کا نام ہے، اتنا بڑا کام وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جن کی اپنی زندگیوں میں منکرات سے آلودہ نہ ہوں اور جو اپنے اوپر ”معروف“ کو قائم کر چکے ہوں۔
- ۳۔ دنیا میں کوئی اصلاح و تہذیبیت کا کام بے عمل و اعظموں نے نہیں کیا ہے بلکہ اس کے لیے باکردار لوگ مطلوب ہیں جو اپنی دعوت کا خود نمونہ ہوں۔

کرنے کے کام :

عن حرملة رضى الله عنه قلت يا رسول الله ﷺ ما مامرنى به اعلم؟ قال انت المعروف واجتنب المنكر وانظر ما يعجب اذنك ان يقول لك القوم اذا قمت من عندهم فأتبه وانظر الذى تكره ان يقول لك القوم اذا قمت من عندهم فاجتنبه.

حضرت حرملة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کن باتوں پر عمل کی تلقین فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نیکی پر عمل کرو اور برائی سے بچو، اور دیکھو اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جانے کے بعد تمہیں اچھے اوصاف سے یاد کریں تو تم اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کرو، اور جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو کہ تمہاری عدم موجودگی میں لوگ تمہارے بارے میں کہیں تو ان باتوں سے پرہیز کرو۔

مفہوم :

- ۱۔ دعوت کا کام کچھ خاص قسم کے اوصاف چاہتا ہے جس شخص میں یہ اوصاف ہوں گے وہ اس کام کو ٹھیک ٹھیک اپنے تمام حدود اور شرائط کے ساتھ کامیابی سے انجام دے سکے گا۔
- ۲۔ نبی ﷺ نے نہایت جامع ہدایت فرمائی کہ وہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرو جنہیں لوگ بعد میں بھی یاد کریں اور اپنے لیے نمونہ بنائیں۔

۳۔ اور ان ناپسندیدہ عادات اور برے اخلاق سے اجتناب کرو جو ایک صاحب ایمان کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی طرف اس قسم کے اوصاف منسوب ہوں۔

دین نام ہی خیر خواہی کا ہے :

عن تمیم الداری رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: الدين النصيحة ثلاثا قلنا لمن؟ قال لله ورسوله ولكتابه ولائمة المسلمين وعامتهم.

(مسلم: کتاب الایمان)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی و خلوص کا نام ہے یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ ہم نے پوچھا کس کے لیے خلوص اور خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے اس کی کتاب کے لیے، مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے سربراہوں کے لیے اور عام اہل اسلام کے لیے۔

مفہوم :

- ۱۔ نصیحت کا معنی مخلصانہ وفاداری اور بے لوث خیر خواہی ہے۔
- ۲۔ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیر خواہی کا معنی یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی مخلصانہ وفاداری کی جائے۔
- ۳۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی سے مراد اس پر عمل کرنا اور اس کا پیغام عام کرنا ہے۔
- ۴۔ حکمرانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ نیک امور میں ان سے تعاون کیا جائے اور ظلم سے ان کا ہاتھ روکا جائے۔
- ۵۔ عام اہل اسلام سے خیر خواہی کی بے شمار شکلیں ہیں اور خیر خواہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ان کو نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے ان کو منع کیا جائے۔

دعوت کی کامیابی _____ آزمائشوں کی راہ سے :

عن خباب بن الارت قال: شكونا الى النبي ﷺ وهو متوسد بردة له في ظل الكعبة فقلنا: ألا تستنصر لنا ألا تدعوا الله لنا؟ قال كان الرجل فيمن قبلكم يحفر له في الارض فيجعل فيها فيجاء بالمنثار فيوضع على راسه فيشق بأثنين وما يصدده ذلك عن دينه ويمشط بأمشاط الحديد مادون لحمه من عظم وعصب وما يصدده ذلك عن دينه والله ليتمن الله هذا الامر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت لا يخاف الا الله او الذئب على غنمه ولكنكم تستعجلون. (بخاری: کتاب المناقب)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اکرم ﷺ کعبہ کے سائے میں چادر سر

کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے (اس زمانے میں مکہ والے بے پناہ ظلم و ستم مسلمانوں پر توڑ رہے تھے) ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد طلب نہیں کرتے؟ آپ ﷺ اس ظلم کے خاتمہ کی دعا نہیں کرتے؟ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں کسی کے لیے گڑھا کھودا جاتا، پھر اسے اس گڑھے میں کھڑا کیا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور اس سے اس کے جسم کو چیرا جاتا، یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو جاتے پھر بھی وہ دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے، مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا اللہ کی قسم ایہ دین غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار صنعا (یمین) سے حضر موت تک سفر کرے گا اور راستہ میں اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہو گا البتہ چرواہے کو صرف بھڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بجزی اٹھا کر نہ لے جائیں لیکن افسوس تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مفہوم:

- ۱۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے تیرہ سالہ مکہ کی زندگی کی تاریخ بڑی جامعیت سے اس حدیث میں بیان فرمادی ہے۔
- ۲۔ یعنی یمین سے لے کر بحرین و حضر موت تک کے وسیع علاقے میں دشمنان حق کا زور ٹوٹ جائے گا، فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا، امن و سلامتی کا دین چھا جائے گا اور اللہ کے بندے آزادی سے اللہ کی بندگی کی راہ پر چلیں گے۔
- ۳۔ آپ ﷺ نے صاف صاف بتا دیا کہ صبر سے کام لو، وہ وقت آنے والا ہے جب سیاسی اقتدار اسلام کے ہاتھ میں آجائے گا اور دنیا امن و سلامتی کا گوارہ بن جائے گی اور لوگ ہر طرح کے خوف و خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

حکمتِ تبلیغ و اصلاح

۱۔ دین کو آسان انداز میں پیش کیا جائے :

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: علموا ویسروا علموا ویسروا ثلاث مرات واذا غضبت فاسکت مرتین۔ (الادب المفرد: باب یسکت اذا غضب)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دین سکھلاؤ اور آسانی پیدا کرو، یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی اور جب غصہ کا غلبہ ہو تو خاموشی اختیار کرو، یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمائی۔

مفہوم :

- ۱۔ دعوت کا کام نہایت نازک اور مشکل کام ہے، کسی کے دل میں بات اتارنے اور اس کے خیالات و افکار کو بدلنے کے لیے انتہائی عزم و حوصلہ سے مسئلہ پر معقولیت اور ٹھنڈے دل سے بات کرنا چاہے
- ۲۔ یہ کسی جذباتی انسان کے کرنے کا کام نہیں ہے اس لیے غصہ میں خاموشی کی تلقین کی گئی ہے۔
- ۳۔ دین کو آسان پیرائے اور مناسب انداز میں پیش کرنا چاہیے تاکہ سمجھنے میں سولت ہو۔

ب۔ وعظ و نصیحت کا حکیمانہ طریقہ :

عن شقیق قال کان عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ یدکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبد الرحمن لو دوت أنك ذکرتنا فی کل یوم قال اما أنه یمنعنی من ذلک انی اکره ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول اللہ ﷺ یتخولنا بها مخافة السامة علینا۔

(بخاری : کتاب العلم)

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے، ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ نصیحت فرمایا کریں، انہوں نے کہا کہ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں تم آگتاناہ جاؤ میں تمہیں روزانہ وقت نہیں دے سکتا۔ میں وعظ و نصیحت کے معاملہ میں اسی طرح تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت کے معاملہ میں ہمارا خیال رکھا کرتے تھے۔

مفہوم :

- ۱۔ دعوت میں اس حکمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ مخاطب ذہنی طور پر بات سنے کے لیے تیار ہو اور بات اتنی طویل نہ ہو کہ وہ اکتا جائے اور اس کی دلچسپی بالکل ختم ہو جائے۔
 - ۲۔ صحابہ کرام بھی دعوت میں انہی اصولوں کی پیروی کرتے تھے جو نبی اکرم ﷺ نے اختیار کئے تھے۔
- ج۔ بات کو خوب واضح کرنا چاہیے :

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال کان النبی ﷺ اذا تکلم بکلمة اعادها ثلاثا حتی تفهم عنہ و اذا أتى علی قوم فسلم علیهم ثلاثا۔ (بخاری: کتاب العلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جاسکے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین بار سلام کرتے۔

و۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثہ الامن صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ۔ (مسلم: کتاب العلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل باقی رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے (۳) ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

مفہوم :

- ۱۔ اگر والدین اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کریں اور اس قابل بنائیں کہ وہ ہوش سنبھالنے کے بعد اسلام کے مطابق زندگی گزار سکیں تو یہ ان کی شرعی ذمہ داری بھی ہے اور کارِ ثواب بھی ہے مرنے کے بعد بھی ان کے نیک اعمال اور دعاؤں کا صلہ ملتا رہتا ہے۔
- ۲۔ بچوں کا سرپرست باپ ہے بنیادی ذمہ داری اس پہ عائد ہوتی ہے لیکن ماں کو بھی ایک طرح کی سرپرستی حاصل ہے اور بچہ اس کا اثر زیادہ قبول کرتا ہے اس لیے ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

تجدید و احیاء دین کی سعی :

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: بدء الاسلام غريبا وسيعود كما بدء فطوبى للغرباء.

(صحیح مسلم: کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین کی ابتدا اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدا کی دور پھر لوٹ آئے گا۔ بشارت ہے اجنبیوں کے لیے۔

مفہوم :

- ۱۔ نبی ﷺ کی بعثت کے وقت جس طرح جاہلیت کا غلبہ تھا، ذہنوں پر غلط افکار چھائے ہوئے تھے اور اللہ کی بندگی کرنے والے اللہ کی زمین پر بہت تھوڑے تھے اور قرآن کا پیغام دنیا کو نرا لگتا تھا اسی طرح دوبارہ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔
- ۲۔ ان حالات میں احیاء دین کی سعی کرنے والے مصلحین اور بگاڑ کے اس ماحول میں قربانیاں دینے والوں کو نبی ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔
- ۳۔ دین کے ان اجنبی مسافروں کو وہ تمام مشکلات پیش آئیں گی جو حق کے ہر راہی کو پیش آتی ہیں اسی سے آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ یہ کتنی کٹھن راہ تھی جس سے پہلے لوگ گزرے ہیں اور آئندہ بھی اسی راستے سے گزرنا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ! من تمسک بستی عند فساد امتی فله اجر

مائة شهيد (بیہقی: باب الاعتصام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

مفہوم :

- ۱۔ یہاں سنت سے کوئی ایک پہلو مراد نہیں ہے بلکہ پورا طریقہ حیات مراد ہے۔
- ۲۔ مشکل اور کٹھن حالات میں تجدید و احیاء دین (دین کے اصول کو از سر نو قائم کرنا معاشرہ میں ان کو رواج دینا) کے لیے کام کرنے والوں کا کام جس قدر عظیم ہے اجر و ثواب بھی اسی قدر زیادہ ہے۔

عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: إقامة حد من حدود الله خير من مطر أربعين ليلة في بلاد الله.

(ابن ماجه: كتاب الحدود)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا اللہ تعالیٰ کی آبادیوں میں چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے۔

مفہوم:

- ۱۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس بارگت نظام کی کسی ایک حد کو قائم کرنے کی یہ برکت ہے تو پورا نظام قائم کرنے کی برکات اور ثمرات کس قدر ہوں گی؟
- ۲۔ یہاں حدود اللہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کا نفاذ مراد ہے۔
- ۳۔ عفو و درگزر داعی کا ہتھیار ہے:

عن ابن عباس في قوله تعالى "ادفع بالتي هي أحسن" قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاسائة فاذا فعلوا عصمهم الله وخضع لهم عدوهم كانه ولي حميم (بخاری: كتاب التفسير)

ابن عباس رضی اللہ عنہ "ادفع بالتي" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: دعوت کا کام کرنے والے کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے۔ لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکات پر اتر آئیں تو اسے صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ لوگوں کی بد اخلاقی پر ان کو معاف کر دینا چاہیے۔ اگر لوگ ایسا کریں تو اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا وہ گمراہ دوست اور پر جوش حامی بن جائے گا۔

مفہوم:

- ۱۔ دعوت کا کام وہی کر سکتا ہے جو اخلاقی حیثیت سے بہت بلند ہو، علم و بردباری کا پیکر ہو، جو لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دے، جو ان کی زیادتیوں اور طعن و تشنیع کو برداشت کر سکے، پست اخلاق اور جذباتی انسان اسے انجام نہیں دے سکتے۔
- ۲۔ داعی کا کام یہ نہیں کہ وہ جاہلوں سے الجھ کر اپنا وقت ضائع کرے۔ جہاں بات کو سمجھنے کا جذبہ نہ ہو اور محض کٹ جتنی سے معقول سے معقول دلیل کو رد کیا جا رہا ہو وہاں حکم یہ ہے کہ اعراض کرے اور خاموش ہو جائے۔
- ۳۔ عفو و درگزر اور صبر کا تعلق اخلاقیات سے ہے اس سے ہرگز مڈاہنت (کمزوری دکھانا) مراد نہیں ہے حقوق و فرائض میں نرمی سے شریعت کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس لیے عفو و درگزر کا تعلق حقوق و فرائض سے نہیں۔

خلاصہ

دعوت و تبلیغ کی اہمیت :

۱۔ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے کار نبوت کی تعبیر ٹھیک قرآنی تعبیر ہے، یہ کوئی محدود کام کی تعبیر نہیں ہے بلکہ یہ اس جدوجہد کو پوری طرح نمایاں کرتی ہے جو انبیاء اور ان کے جانشین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی راہ میں کرتے تھے اور یہی انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی تھا، جس شخص نے بھی قرآن و حدیث کا تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے وہ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ دعوت حق کے کام کو مسلمانوں کا امتیازی وصف اور ان کی ملی توانائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

آج سے چودہ سو سال قبل انجام پانے والا کارنامہ دعوت دین کی جامع، مستند اور عملی تفسیر ہے اس کارنامہ کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تین مختلف کاموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ دعوت و تبلیغ

۲۔ جمادنی سبیل اللہ

۳۔ اسلامی ریاست کا قیام

ان میں ہر کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دعوت دین ہے کیونکہ ان سب کا مقصد ایک ہی ہے یعنی معروف (نیکی) کا قیام اور منکر (برائی) کو مٹانا۔

دعوت دین کے لیے حکمت :

قرآن و سنت کے پیغام کو عام کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگ اسلام کی دعوت کو سمجھیں، اسے اپنائیں، اپنے تصورات و خیالات چھوڑ کر اسلام کے دیئے ہوئے تصورات و افکار کو اپنائیں اور انہیں عملاً اپنی زندگی میں جاری و ساری کریں، اس دعوت کے سلسلے میں ہمیں وہی طریق کار اپنانے کی کوشش کرنا ہوگی جو قرآن مجید میں تعلیم فرمایا گیا ہے یعنی یہ کہ حکمت اور عمدہ انداز سے اللہ کے راستے کی طرف دعوت دی جائے، تدریجاً اور فطری ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوگوں کے سامنے دین کے اولین بنیادی اصولوں کو اور پھر رفتہ رفتہ ان کے مقتضیات اور لوازم پیش کیے جائیں، کسی کو اس کی قوت ہضم سے بڑھ کر خوراک دینے کی کوشش نہ کی جائے۔ ہم فروغ کو اصول پر اور جزئیات کو کلیات پر مقدم نہ کریں، بنیادی خرابیوں کو رفع کیے بغیر ظاہری برائیوں اور بیرونی شاخوں کو چھانٹنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں، غفلت اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کے ساتھ نفرت اور کراہیت کا برتاؤ کرنے کے بجائے ایک طیب کی سی ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ ان کے علاج

کی فکر کریں، گالیوں اور پتھروں کے جواب میں دعائے خیر کرنا سیکھیں، ظلم اور ایذا رسانی پر صبر کریں، جاہلوں سے بحثوں اور مناظروں میں نہ الجھیں، جو لوگ حق سے بے نیازی کا رویہ اختیار کرتے ہیں انہیں چھوڑ کر ان سعید روجوں کو تلاش کریں جو نہ معلوم کتنی مدت سے حق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

اپنی تمام سعی و کوشش میں نمود و نمائش سے بچیں، اس نیت اور یقین کے ساتھ دعوت کا کام کریں کہ ہمارا سارا عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں ہماری خدمات سے واقف ہے ”نہ ستائش کی تمنانہ صلے کی پروا“۔

یہ کام غیر معمولی صبر، حلم اور لگاتار محنت چاہتا ہے، اس میں ایک مدت دراز تک مسلسل کام کرنے کے بعد بھی شاندار نتائج کی ہری بھری فصل لہلہاتی نظر نہیں آتی۔ یہاں کامیابی و ناکامی کے پیمانے دنیا کے دیگر میدانوں سے بہت مختلف ہیں۔

یہ فرض ایک بڑے مقصد کے لیے سرانجام دیا جاتا ہے وہ یہ کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اس کے دین کا بول بالا ہو، انسان صرف اللہ کا بندہ بن جائے اور اسے تمام جھوٹے خداؤں سے نجات مل جائے، یہ بہت ہی مقدس اور عظیم کام ہے جو انبیاء اور رسول اپنے اپنے دور میں کرتے رہے ہیں۔ ہر نبی اور رسول کی بنیادی دعوت یہی رہی ہے کہ۔۔۔۔

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ آلِهَ غَيْرُهُ ۚ (۷: ۵۹)

”اے برادران ملت! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے“

اگر داعی کے دل میں اخلاص نہیں تو ہو سکتا ہے اس سے اس کے نفس کی تسکین ہو جائے اور دنیا میں اس کی تعریف بھی ہونے لگے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے یہاں تو اخلاص کا یہ عالم ہونا چاہیے کہ

يَقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۚ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (ہود: ۱۱۵)

اے میری قوم! میں اس (دعوت و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اس اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں۔“

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله واصحابه اجمعين۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر 11

۱۔ اصلاحی، امین احسن، تزکیہ نفس	ملک سنز پبلیشرز، فیصل آباد
۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح	دار الفکر بیروت
۳۔ جلال الدین، سید جلال الدین عمری اسلام کی دعوت	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور
۴۔ مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم،	دار الحدیث قاہرہ
۵۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم الاحادیث	ادارہ معارف اسلامی، لاہور
۶۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، حکمت تبلیغ	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور
۷۔ ندوی، جلیل احسن، سفینہ نجات	ادارہ ترجمان القرآن
۸۔ ندوی، جلیل احسن، راہ عمل،	ادارہ ترجمان القرآن
۹۔ ندوی، جلیل احسن، زادراہ	ادارہ ترجمان القرآن
۱۰۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث	دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی